بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقشِ آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

افریقہ کے صحرائے کبریٰ (نائیجر) میں سیرت رسول ﷺ کی کانفرنس کا انعقاد

امریکی اور مغربی سازشوں کیلئے ایک کھلا چیلنج

۳۰ رمارچ ۲۰۰۷ء کو ربیع الاول کے مقدس اور عظیم مہینے کی نسبت سے افریقہ کے معروف اسلامی ملک نائیجر کے تاریخی شہر آغادیس میں جمعیت الدعوۃ الاسلامیہ لیبیا کی جانب سے ایک انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس میں بلا مبالغہ نوے (۹۰) سے زیادہ ممالک کے ہزاروں مندوبین نے شرکت کی۔ شرکاء کی ایک عظیم تعداد دانشوروں، مفکروں، علماء، مشائخ، صحافیوں اور ایسے اہل دل حضرات کی تھی جو اپنی آنکھوں میں امت مسلمہ کی نشاط ثانیہ کا خواب سجائے اور سینوں میں اتحاد امت کا درد لئے سرگرداں پھرتے ہیں۔ جمعیت الدعوۃ الاسلامیہ عالم اسلام کی ایسی فعال اور زندہ تنظیم ہے جو ہر وقت اسی کاز کیلئے سرگرم عمل رہتی ہے اور یہ حریت فکر اور عالم اسلام کی ترقی اور عالمی استعمار کے مقابلے میں حقیقی معنیٰ میں روز اول ہی سے سیسہ پلائی دیوار کی طرح قائم و دائم ہے اور یہ عالم اسلام کا ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں پر مسلم زعماء کھل کر اسلام دشمن و مغربی قوتوں کی مخالفت کر سکتے ہیں اور ساتھ ساتھ اپنوں کی کوتاہیوں پر بھی اس سٹیج سے گرفت کی جا سکتی ہے۔ بدقسمتی سے ہماری اکثر اسلامی تنظیمیں اتحاد امت کے نام پر صرف زبانی جمع خرچ کرنے تک محدود ہیں اور عالمی استعمار کے مقابلے میں اذان حق کہنے سے بوجوہ لرزاں نظر آتی ہیں۔ چنانچہ حسب سابق جمعیت الدعوۃ نے اس سال بھی انٹرنیشنل سیرت رسول ﷺ کانفرنس کا انعقاد بڑے شایان شان طریقہ سے افریقہ کے اہم اور لیبیا کے پڑوسی ملک نائیجر کے بڑے شہر آغادیس میں منعقد کیا۔

(کانفرنس میں پاکستان سے چالیس کے لگ بھگ جید علماء کرام، سیاسی زعماء اور دانشور حضرات نے شرکت کی۔ دارالعلوم حقانیہ اور جمعیت علماء اسلام کی نمائندگی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کی۔ یہ ناکارہ بھی حضرت والد صاحب مدظلہ کے ہمراہ شریک سفر رہا۔)

افریقہ کے صحرائے کبریٰ میں کانفرنس کے انعقاد کا ایک اہم مقصد عالمی استعماری قوتوں کو یہ پیغام بھی دینا تھا کہ تمہاری للچائی ہوئی نظریں اب افریقی ممالک کی طرف پھر گئی ہیں کیونکہ یہاں کے عظیم صحرا اور دیگر زمینیں معدنی ذخائر اور قدرتی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ پھر اس کے ساتھ عیسائی مشنریز نے بھی افریقی ممالک پر کافی عرصے سے ''تبلیغ'' کے سلسلے میں یلغار کی ہوئی ہے۔ کامیاب کانفرنس کے نتائج سے ان قوتوں کی حوصلہ شکنی مراد تھی کہ عالم اسلام

اور افریقی ممالک اس سازش کا قلع قمع کرنے کیلئے یکجا ہیں۔ اوران میں کوئی جغرافیائی وفکری دوری نہیں پائی جاتی۔ کانفرنس سے عالم اسلام اور لیبیا کے معروف نڈر رہنما اور عالمی استعمار کے سب سے بڑے ناقد کرنل معمر القذافی صاحب نے تفصیلی خطاب کیا۔ آپ نے کانفرنس کا آغاز مغرب کی نماز کی امامت سے کیا۔ اور اپنی تقریر میں حضور اقدس ﷺ کی عظیم شخصیت کے فضائل ومناقب بیان کئے اور بعد میں آپ نے دلائل سے حضور اقدس ﷺ کی برتری باقی تمام انبیاء علیہم السلام پر ثابت کی۔ خصوصاً عیسائیت پر آپ نے کھل کر اظہار خیال کیا کہ یہ دین اسلام کے آنے کے بعد مکمل طور پر منسوخ ہو چکا ہے اور اسکے علاوہ آپ نے مذہب عیسائیت کے بہت سے تاریک پہلو دلائل کیساتھ بیان کئے اور اسلام اور حضرت محمد ﷺ کی برتری اور پختگی پر ایمان افروز نکات بیان کئے۔ اس کے علاوہ کانفرنس کے دوسرے روز بھی آپ نے افریقی قبائل اور دیگر شرکاء سے اس موقع پر تاریخ ساز خطاب فرمایا۔ عالمی حالات کے پیش نظر اس اہم خطاب کے اہم نکات ہم قارئین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ پھر یہ توانا آواز ایسے خوفزدہ ماحول میں اُٹھی ہے جبکہ عالم اسلام کے پٹھو رہنماؤں کے لبوں پر سکوت کے تالے لگے ہوئے ہیں۔

"محترم سامعین! میرے پاس آپ کی تشریف آوری کیلئے شکریہ کے مناسب الفاظ نہیں کہ میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرسکوں' آپ نے دنیا کے دور دراز ممالک سے زحمت سفر برداشت کرکے آج کائنات کی اس افضل اور بابرکت محفل میں شرکت کی ہے۔ اس تقریب سعید نے آغادیس شہر کو گمنامی کی تہوں سے نکال کر ایک بار پھر عالمی شہرت سے ہمکنار کر دیا ہے۔

آج کا یہ تاریخی اجتماع ایک مخصوص پس منظر موقعہ میں منعقد کیا جا رہا ہے جس کی اپنی ایک خاص اہمیت ہے اور اس لحاظ سے یہ اجتماع ہمارے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے، خاص طور پر ایسے حالات میں جب عالمی سطح پر پیغمبر اسلام ﷺ، قرآن کریم اور پوری امت مسلمہ کے خلاف ایک ظالمانہ یلغار جاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ یلغار بالخصوص عراق اور افغانستان وغیرہ کے خلاف جارحیت کے بعد دیکھنے میں آرہی ہے چنانچہ اسلام و پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن کریم کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ جاری ہے جس نے پورے یورپ کے علاوہ سکنڈے نیوین ممالک کے دور دراز اور یخ بستہ خطے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ہمیں الزام دیا جا رہا ہے کہ ہم (مسلمان) دہشت گرد ہیں، اور نفرت کو ترویج دیتے ہیں اور یہ کہ ہم دوسروں کو برداشت نہیں کرتے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم تو دوسروں کو برداشت کر رہے ہیں۔ ہم عیسائیوں کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سمیت تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان ویقین رکھتے ہیں جن میں یہودیوں کے انبیاء بھی شامل ہیں۔ ہم ان تمام انبیاء پر مکمل ایمان رکھتے ہیں اور ہمارے ہاں ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ہم نفرت کی تعلیم دیتے ہیں۔ جبکہ یہ لوگ خود نفرت کی ترویج میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اے بندگان خدا! اگر ہمیں نفرت کی تعلیم دینا ہوتی تو ہم کم از کم قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور

حضرت مریمؑ کے اسمائے گرامی ہی مٹا دیتے جو قرآن میں ایک دو بار نہیں 25 بار مذکور ہے۔ اور حضرت مریم کا ذکر بھی قرآن میں 33 بار دہرایا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مسلمان ہی ہیں جن کو دنیا بھر میں اغیار کی طرف سے مخالفانہ یلغار کا سامنا ہے۔ اس کی واضح مثال عراق جیسے مسلم ملک پر طاقت کے بل بوتے پر ظالمانہ قبضہ بھی ہے، جس کے دوران وہاں کے صدر کو گرفتار کیا گیا اور پھر مسلمانوں اور عربوں کے سامنے پھانسی پر لٹکا دیا گیا، جبکہ وہ اس صورتحال پر خندہ زن ہیں اور قہقہے بلند کر رہے ہیں۔ جبکہ دوسرے اسلامی ملک افغانستان پر نیٹو کی افواج قابض ہیں۔ اور ہم نے فلسطینیوں کے حقوق کی طرف سے چشم پوشی اختیار کر رکھی ہے۔ اب فلسطینی تنازعہ کا کوئی وجود نہیں رہا۔ فلسطینی پناہ گزینوں کے طور پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں اور یوں ان کا کام تمام ہوا۔ جب مسلم امت کے خلاف دست درازی اور جارحیت اس حد تک بڑھ چکی ہے تو ہم مسلمانوں کا کم از کم اتنا فرض تو ضرور ہے کہ ہم اس چیلنج کا سامنا کرتے ہوئے حضرت محمد ﷺ کا یوم پیدائش منا کر اس یلغار کا جواب دیں جس کے ذریعے آپ کی یاد دلوں سے محو کرنے، آپ کے یوم پیدائش منانے سے روکنے اور تعلیمی نصابوں سے قرآنی آیات نکال دینے اور الحادی اور گمراہ کن تحریکوں کے ذریعے اسلام کی صورت مسخ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ یہ بات ہم علانیہ کہتے ہیں۔ اور اس کیلئے ہم انٹرنیٹ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے علاوہ ابلاغ کا ہر ممکن ذریعہ اختیار کرتے ہوئے اپنی آواز دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتے رہینگے اور انہیں یہ بتائیں گے کہ تم غلطی پر ہو۔ یہ عظیم اجتماع دراصل ان قوتوں کیلئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے جو اخلاق وتہذیب کی حدیں پھلانگ رہے ہیں۔

ابھی کل ہی کا واقعہ ہے کہ ایرانیوں نے برطانوی بحریہ کے افراد کو پکڑ لیا۔ انگریز اس پر بڑے سیخ پا ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے علاقائی سمندر میں تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری سمندری حدود برطانوی جزیرے کے اندر ہیں یا عراق میں؟۔ عراق برطانوی سرحد کا کب سے حصہ بن گیا ہے؟ کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے باشندوں کو برطانوی علاقائی پانیوں سے گرفتار کیا گیا ہے۔۔ ایرانیوں کا کہنا ہے کہ ہم نے انہیں برطانیہ سے گرفتار کیا ہے یا عراق سے؟ اگر تو ہم نے انہیں برطانیہ میں تمہارے علاقائی سمندر سے پکڑا ہے تب تو تمہیں احتجاج کا حق ہے۔ اس کے برعکس اگر تم عراق میں ہو، اور عراق تمہاری ملکیت بن چکا حتی کہ عراق کے علاقائی سمندر برطانیہ کے علاقائی پانی قرار دیے جانے لگے!۔ چنانچہ وہ ایرانیوں کو کہتے ہیں کہ تمہیں ہمارے علاقائی پانیوں میں ہماری بحریہ کے لوگوں کو پکڑنے کا کوئی حق نہیں!!۔ آپ اندازہ کریں کہ معاملات کہاں تک جا پہنچے۔۔۔!!

انہوں نے ایک عرب ملک پر قبضہ کر رکھا ہے جہاں انہوں نے ایک امریکی کو وہاں کا حاکم بنا رکھا ہے۔ اور اگر یہی حال رہا تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ریاض سربراہ کانفرنس میں بھی آ دھمکے اور عرب سربراہان ایسی صورتحال کو بھی قبول کر لیں۔۔۔!! اگر یہ شخص جس کا نام (بریمر) ہے۔ کیا اس کا یہی نام نہیں؟۔ جسے انہوں نے عراق کا حاکم بنا رکھا ہے،

اگر اب یہاں موجود ہوتا تو سربراہ کانفرنس میں عراق کی نمائندگی کررہا ہوتا۔ اور یہ لوگ کبھی انکار نہ کرتے۔ انکار کون کرتا ہے۔ کون پوچھتا ہے: تم کون ہو؟ یاد رکھو ہم حالات کا سامنا کرینگے۔۔۔ اپنے ملک، عقیدہ و مذہب، عزت و شرف اور اپنی بقاء کا دفاع کرتے رہینگے۔ چنانچہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ آج کا دور ہمارا دور ہے۔ ہم ہی ارباب بست وکشاد ہیں۔ ہم اگر چاہیں تو سڑکوں پہ آگ لگادیں۔ اشتعال کے شعلے بھڑکادیں جنہیں بجھانا نہ امریکا کے بس میں ہوگا اور نہ کسی اور کے۔ ہم اسلحہ اٹھالیں گے، اور کسی بھی سامراجی طاقت کی طرف سے صحراء میں مداخلت، سامراجی اڈوں کے قیام یا حملہ کی صورت میں ہم لڑیں گے۔ ہم نے کہہ دیا ہے کہ اگر کبھی کسی سامراجی نے صحرا میں داخل ہونے کی کوشش کی تو ہم یہاں کی ریت کو دشمنوں کیلئے شعلے، اس کے پتھروں کو دہکتے انگارے اور اس کی ہوا کو ان کیلئے گیس بنا کر رکھ دینگے جس سے یہ گھٹ کر مرجائیں گے۔ ہاں، بخدا ایسا ہی ہوگا۔۔۔''

پتھروں کے اس ''صنم کدے'' میں کسی مسلم حکمران کی یہ صاف گوئی انقلاب آفرین جذبات اور عوامی توقعات کے مطابق اعلائے کلمۃ اللہ بلند کرنا درحقیقت اس گئے گزرے دور میں ایک بہت بڑا اجہاد ہے۔ کرنل قذافی صاحب اور جمعیت الدعوۃ الاسلامیہ کو ایسی مزید کوششیں خصوصاً پاکستان سمیت ایشیاء کے دیگر خطوں میں بھی کرنی چاہئیں کہ یہ خطہ بھی ابتدائے آفرینش سے انقلابی کوششوں اور قافلہ حریت فکر کیلئے بڑا ذرخیز ہے۔ اتنی عظیم کانفرنس افریقہ جیسے دور دراز اور انتہائی غریب ملک افریقہ میں منعقد کرانا یقیناً خاصا مشکل کام تھا۔ ہزاروں شرکاء کو اسپیشل چارٹر طیاروں کے ذریعے آغا دیس شہر لایا گیا اور پھر ہزاروں مہمانوں کو اس بے وسائل صحرائی شہر میں چار دن تک رکھنا ان کے رہن سہن، کھانے پینے کے انتظامات کرانا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ لیکن میزبانوں نے میزبانی کا حق ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ خصوصاً پاکستان کے جمعیت الدعوۃ الاسلامیہ کے منتظم اعلیٰ شیخ عبداللہ احمد جبران صاحب نے ہر موقع پر پاکستانی وفد کے مکمل آرام وسکون کا ہر ممکن انتظام کیا۔ اسی طرح جمعیت الدعوۃ الاسلامیہ کے روح رواں دکتور محمد احمد شریف صاحب نے بھی ہزاروں مہمانوں کا نہ صرف استقبال کیا بلکہ ہر ایک وفد کی نہایت ہی قدردانی وعزت افزائی کی۔...... آغا دیس کا موسم انتہائی گرم اور خشک تھا اور درجہ حرارت 40 سنٹی گریڈ سے بھی زیادہ تھا۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ جلسے کے اختتام کے بعد سیرت رسول ﷺ کی یاد میں منعقدہ کانفرنس کی بدولت رات کو خوب زوروں کی بارش ہوئی اور ابر رحمت نے فیاضی کے دریا کے دریا صحرا میں اُمنڈ دیئے اور یوں پیاسے صحرا کے ذرے ذرے کو فرحت اور ٹھنڈک بخش دی۔ اور گرمی کی شدت اور تپش لمحوں میں بدل گئی۔ یقیناً یہ کانفرنس کی قبولیت اور میزبانوں کے اخلاص کیلئے یہ ایک نیک شگون تھا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ حقیقت میں بھی یہ کانفرنس اتحاد امت کیلئے ایک سنگ میل ثابت ہو اور امریکی اور مغربی استعمار کی سازشوں کے لئے راستے کی ایک بڑی رکاوٹ کا باعث ہو۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے ۔۔۔ نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر